اُدۡعُ اِلٰى سَبِيۡلِ رَبِّكَ بِالۡحِكۡمَةِ وَالۡمَوۡعِظَةِ الۡحَسَنَةِ (القرآن)

دعوۃ الداعی

مُحشّٰی

و تعلیم المسلمین و تفہیم المسلمین

تصنیف

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ

۱۲۸۰ - ۱۳۶۲ھ
۱۸۶۳ - ۱۹۴۳ء

ویلفیئر اینڈ ایجوکیشنل ٹرسٹ

اُدعُ اِلیٰ سَبِیلِ رَبِّکَ بِالحِکمَةِ وَالمَوعِظَةِ الحَسَنَةِ (القرآن)

تصنیف

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۸۰ - ۱۳۶۲ھ
۱۸۶۳ - ۱۹۴۳ء

حفاظت اسلام کا مؤثر طریقِ عمل

اور

حضرت حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ کا حضرات اہلِ علم کو خاص مشورہ اور اپنے متعلّقین کو ضروری ارشاد

﴿لَه دَعْوَةُ الْحَقِّ﴾[۱] ﴿يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ﴾[۲]

دعوۃ الداعی

﴿وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا﴾[۳]

اختتام وقت دعوت

خوش آمد گل و زاں خوش تر نباشد — کہ در دستت بجز ساغر نباشد
زمانِ خوش دلی در یاب در یاب — کہ دائم در صدف گوہر نباشد
غنیمت داں وے خور در گلستاں — کہ گل تا ہفتۂ دیگر نباشد

اخلاص و شفقت و التجا در دعوت

زمن می نوش و دل در شاہدے بند — کہ حسنش بستۂ زیور نباشد
ایا پر لعل کردہ جام زریں — بجشا بر کسے کش زر نباشد
شراب بے خمارم بخش یا رب — کہ با او ہیچ دردِ سر نباشد

بعد حمد وصلوٰۃ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً ط فَلَوْ لَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ﴾[۴]

اس آیت سے معلوم ہوا کہ تعلیمِ احکام اور اس کی ضرورت سے تعلّمِ احکام ایسا اہم فریضہ ہے کہ عین جہادِ حقیقی میں جو کہ اعظم العبادات ہے مشغول ہونے کے وقت بھی واجب ہے کہ ایک جماعت بجائے جہاد کے اس فریضہ کی خدمت کو انجام دے۔ جب ایسی اعظم عبادات کے

[۱] الرعد: ١٤ [۲] الأحقاف: ٣١ [۳] حم سجدة: ٣٣ [۴] التوبة: ١٢٢

پیش آنے کے وقت بھی اس خدمت کا اہتمام واجب ہے تو اور کسی حالت میں تو اس کا اہتمام کیوں نہ واجب ہوگا۔ خلاصہ یہ ٹھہرا کہ یہ فریضہ ایسا دائمی اور سب سے اہم ہے کہ کسی حال میں ساقط نہیں ہوتا، اور عقلاً بھی اس کی وجہ ظاہر ہے، اس لیے کہ کوئی طاعت کیسی ہی عظیم اور ضروری ہو وہ اسی وقت معتبر اور مقبول ہوسکتی ہے جب شرعی قوانین کے موافق ہو، اور ظاہر ہے کہ ان قوانین کے موافق ہونا موقوف اس پر ہے کہ ان قوانین کا علم بھی ہو اور قوانین شرعیہ کے علم کی دو صورتیں ہیں: یا خاص طور پر ان کا درس وتدریس، یا عام طور پر ان کی تعلیم وتبلیغ، اور پہلا طریقہ بوجہ ضرورت اسباب معاشیہ کے عام نہیں ہوسکتا، پس دوسرا ہی طریقہ اختیار کرنے کے لیے متعیّن ہوگیا، اور یہی وجہ ہے کہ حضرات انبیا علیہم السلام کے لیے یہی طریقہ تجویز فرمایا گیا اور اکابرِ اُمت نے ہمیشہ سب سے زیادہ اسی کا اہتمام فرمایا، اور دوسری خدمت علمیّہ درس وتدریس وتصنیف ومناظرہ وغیرہ کو اسی کا مقدمہ قرار دیا۔ ان سب مقدمات سے اس کی اہمیّت واقدمیت کالشمس في نصف النهار ظاہر ہے، مگر اسباب اتفاقیہ سے ایک زمانہ طویل سے عام طور پر اس کی طرف سے بہت زیادہ بے التفاتی ہوگئی جس کی وجہ بعض کا اس پر قادر نہ ہونا اور بعض کا دوسرے مشاغل ضروریہ یا غیر ضروریہ میں مشغول ہونا ہے جس کا نتیجہ لازمی طور پر غلبۂ جہل اور غلبۂ جہل سے فسادِ عمل اور فسادِ عمل سے مسلمانوں کا ہر قسم کا ظاہری و باطنی تنزل اور انواع مصائب میں ابتلا اس درجہ رونما ہوگیا ہے کہ اگر جلدی اس کا تدارک نہ کیا گیا تو قوی اندیشہ ہے کہ خدا نہ کرے مسلمانوں کی قوم من حیث الاسلام فنا ہوجاوے گی، اس لیے سخت ضرورت ہے کہ بہت جلدی اس کا خاص انتظام کیا جاوے۔ الحمد للہ! اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے ایسے نازک وقت میں دست گیری فرمائی کہ اپنے بعض بے سروسامان بندوں کو اس کا احساس اور احساس کے ساتھ اس کی توفیق عطا فرمائی کہ وہ اس کے بھروسہ پر اس خدمت کی انجام دہی کے لیے کھڑے ہوگئے۔ انھوں نے اس کی تکمیل کے لیے ایک مجلس ''دعوۃ الحق'' کے نام سے بنائی اور اس کام کو شروع کردیا، لیکن یہ ظاہر ہے کہ یہ ایک دو شخص کا کام نہیں اس میں ایک بڑی جماعت کی ضرورت ہے، پھر اس کی دو صورتیں ہیں: ایک یہ کہ بہت سے تبلیغ کا کام کرنے والے تنخواہ پر رکھے جائیں، اور ان کی تنخواہ کے لیے بڑے پیمانہ پر تحریک چندہ کی کی

جاوے، مگر موجودہ فضا پر نظر کر کے اس میں یقیناً مخاطبین کو تنگی ہوگی جس میں علاوہ ظن غالب ناکامی کے خود اس کے شرعی جواز میں بھی شرح صدر نہیں ہوتا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ تنخواہ دار تو معدود قلیل ہوں اور ان کی تنخواہ کے کفیل وہ خاص حضرات ہوں جو بلا تحریک خود اپنی رغبت سے اس کو برداشت فرمالیں، اور زیادہ کام کرنے والے غیر تنخواہ دار ہوں اور اس کی یہ شکل تجویز کی گئی ہے کہ جو حضرات اہلِ علم اس خدمت دینیہ میں حصّہ لینا چاہیں وہ حسبۃً للہ اس کے کچھ ماہانہ یا ششماہی یا سالانہ دو چار دن یا ہفتہ دو ہفتہ یا مہینہ سوا مہینہ مثلاً نکال کر مجلس دعوۃ الحق میں ذیل کے پتہ سے اطلاع فرمائیں [1] (پتہ یہ ہے ناظم مجلس دعوۃ الحق خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون ضلع مظفّر نگر) اور یہ اُن حضرات کی طرف سے گویا چندہ ہوگا جو روپیہ پیسہ کے چندہ سے زیادہ عزیز اور مفید ہوگا۔ مجلس میں اس فہرست کی یادداشت کا مع ان کے پتہ و وقت عطا کردہ کے باقاعدہ رجسٹر رہے گا اور جب کبھی اس خدمت کے لیے ان کو تکلیف دینے کی ضرورت ہوگی ان سے عرض کیا جاوے گا کہ فلاں مقام پر تشریف لے جا کر جس طریقہ پر مجلس تجویز کرے گی تبلیغ کا کام انجام دیں، آمد و رفت کا کرایہ اور مصارف خورد و نوش اعتدال کے ساتھ پیش کیا جاوے گا، اور جن بزرگ کو پہلے سے خادم کو ساتھ لینے کی عادت ہو اور بدون خادم کے تکلیف ہو ان کی خدمت میں خادم کے مصارف مذکورہ بھی پیش کیے جاویں گے۔ [2]

یہ عرض عام حضرات اہلِ علم کی خدمت میں بدرجہ مشورہ ہے، لیکن جن حضرات کو احقر کے ساتھ خاص تعلّق اور خصوصیّت ہے ان سے مشورہ سے آگے اس کی خاص درخواست ہے۔ اس مشورہ اور درخواست کے بعد، میں بے چینی کے ساتھ منتظر ہوں کہ ایسا رجسٹر کب تیار ہو جاوے گا اور اُمید رکھتا ہوں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ دیر نہ لگے گی۔ نیز عموماً اہلِ علم کی سب جماعت سے یہ بھی عرض ہے کہ علاوہ ان اوقات معینہ محدودہ کے اپنے دوسرے عام اوقات میں اپنے اپنے مقامات پر بھی تبلیغ عام اور خاص سے غافل نہ رہیں، جس کے ضروری قواعد اور طریقے آسانی کے لیے رسالہ ''تعلیم المسلمین'' و ''تفہیم المسلمین'' میں نمونہ کے طور پر ضبط بھی

[1] اور اب ناظم مجلس دعوۃ الحق ہردوئی کو مطلع کریں۔ ۱۲ ج ۱، ۱۳۷۰ھ۔

[2] ایسے حضرات اپنے نام و پتہ سے مطلع کریں۔ (ناظم دعوۃ الحق ہردوئی)

کر دیے ہیں۔ اگر کوئی صاحب ملاحظہ کرنا چاہیں تو دونوں رسالے[1] ناظم مجلس دعوۃ الحق تھانہ بھون سے منگالیں۔ اگر پابندی اور اخلاص کے ساتھ اس دستور العمل پر عمل کرلیا گیا ان شاء اللہ تعالیٰ تو بہت جلد اس کے ثمرات فلاح وصلاح ونجاح مشاہدہ میں آجاویں گے، یہ تو برکات عاجلہ ہوں گے اور آخرت کے ثمرات کا کیا پوچھنا۔ حق تعالیٰ نے اس آیت میں دونوں کو جمع فرمادیا ہے۔

﴿لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ؕ وَ لَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ ؕ﴾[2]

والقرآن مشحون بأمثال هذا الوعد.

اب دعائے علم صحیح وتوفیق واخلاص پر تحریر کو ختم کرتا ہوں۔

کتبہ
اشرف علی
تھانہ بھون
۱۳/ صفر ۵۸ھ

---

[1] اب ان دونوں رسائل کو اسی رسالہ کے آخر میں شائع کر دیا ہے۔ [2] النحل: ۳۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۝﴾[1]

رب یسر ولا تعسر وتمم بالخیر.

مجلس دعوۃ الحق

جو ''تعلیم المسلمین''، ''تفہیم المسلمین'' کی عملی ترویج کے لیے قائم کی گئی ہے۔

مقصد اس مجلس کا مسلمانوں میں دینی جذبہ پیدا کرنا اور کامیابی کا اصل راستہ بتلانا ہے جو مسلمانوں کے لیے تعلّق مع اللہ میں منحصر ہے، اور اس کا طریقہ صرف یہ ہے کہ احکامِ خداوندی اور اس کے رسول ﷺ کے ہر چھوٹے بڑے حکم کی پوری طرح پابندی کی جاوے، ہر کام میں اس کا پورا لحاظ رکھیں کہ کوئی امر خلافِ شرع نہ ہونے پاوے، یہی عبدیت کی روح اور حیاتِ مسلم کی اصل الاصول ہے۔

نظامِ عمل

۱۔ ''تعلیم[2] المسلمین'' اور ''تفہیم المسلمین'' کے کل دفعات کی نہایت خلوص و استقلال کے ساتھ ہمیشہ پابندی کرتے رہیں، اور ہر امر میں اصل مطمحِ نظر رضائے حق کو رکھیں، اور اس استقلال و ہمت کے ساتھ ہی دعا و ابتہال کو اصل وظیفہ و تدبیر سمجھیں۔

۲۔ جہاں تک ہو سکے قرآن شریف کا ترجمہ سننے کا بھی اہتمام کریں۔

۳۔ مسلمان کا یہ فرض ہے کہ ہر موقع پر جذبات کو شریعت کے تابع رکھے۔

۴۔ ہر مسلمان پر لازم ہے کہ اخلاقِ اسلامی کو اپنا شعار بنا دے، نیز اپنی وضع اور معاشرت بالکل شریعت مقدسہ کے موافق رکھے، نہ انگریزوں کی تقلید کرے نہ ہندوؤں کی نہ

[1] آل عمران: ۱۰۴ [2] یہ دونوں مضمون اسی رسالہ کے آخر میں آتے ہیں۔

کسی دوسرے مذہب والے کی۔[۱]

۵۔ انبیائے کرام علیہم السلام کا طریق مسنون ہے کہ ہاتھ میں لاٹھی رکھتے تھے اس واسطے سب مسلمانوں کو اس سنت پر کاربند رہنا چاہیے۔

۶۔ خدمتِ خلق کا دھیان رکھیں اور محنت و جفاکشی کی عادت ڈالنے کے لیے ورزش بھی کیا کریں، نیز لکڑی وغیرہ چلانا بھی سیکھیں اور سپاہیانہ دار سادہ زندگی بسر کریں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ کسی سے لڑیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ آرام طلبی میں نہ پڑیں، مخدوم نہ بنیں خادم بننے کی کوشش کریں۔ اگر کسی انسان کو بالخصوص مسلمانوں کو امداد کی ضرورت ہو تو مظلوم کی امداد کو اپنے ذمہ لازم سمجھیں۔

۷۔ ہر مسلمان روزمرہ نمازِ عشا کے بعد سونے سے پیشتر اپنے تمام گناہوں کو سوچ کر یاد کرے اور پھر اُن نعمتوں کو یاد کرے جو حق تعالیٰ کی طرف سے اس پر ہیں، اور ان دونوں کے استحضار کے بعد اپنے اوپر ملامت کرے کہ جس مالک کی اس قدر نعمتیں ہیں اس کی ایک دن میں مجھ سے اس قدر نافرمانیاں ہوئی ہیں، اس کے بعد حضورِ قلب کے ساتھ ان سب گناہوں سے توبہ اور استغفار کر کے سوئے، روزانہ یہ عمل بلا ناغہ کرلیا کرے۔

اب اخیر میں بزرگوں کی ایک نافع وصیّت اور دو جامع دعائیں درج ہیں جو ورد رکھنے کے قابل ہیں بالخصوص نمازوں کے بعد۔

وصیّت:

کارکن کار بگزار از گفتار
کاندریں راہ کار باید کار

دعائے اوّل:

اَللّٰھُمَّ[۲] أَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اتِّبَاعَهٗ، وَأَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّارْزُقْنَا اجْتِنَابَهٗ.

---

[۱] جس کی قدرے تشریح ''اشرف النصائح'' میں کردی گئی ہے۔ [۲] اے اللہ! ہم کو حق کا حق ہونا دکھلا دیں اور اس پر چلنے کی توفیق دیں اور باطل کا باطل ہونا دکھلا دیں اور اس سے بچنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

دعائے ثانی:

اَللّٰھُمَّ[۱] انْصُرْ مَنْ نَّصَرَ دِیْنَ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ ﷺ وَاجْعَلْنَا مِنْھُمْ، وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِیْنَ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ ﷺ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنْھُمْ. وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.

ناظم مجلس دعوۃ الحق تھانہ بھون

۱۱ جمادی الاولیٰ ۵۸ھ

---

[۱] اے اللہ جو ہمارے سردار وسرکار محمد ﷺ کے دین کی مدد کرے آپ بھی اس کی مدد فرمائیں، اور ہم کو بھی اسی میں سے کر دیجیے اور جو ان کے دین کو چھوڑ دے آپ بھی اس کو چھوڑ دیں۔

تعلیم المسلمین[1]

بعد الحمد والصّلوٰۃ، احقر اشرف علی عفی عنہ مدعا نگار ہے کہ اس کے قبل متّصل احقر کا ایک مضمون ملقّب بہ ''تنظیم المسلمین''، متضمن احکام تنظیم مسلمین کے شائع ہو چکا ہے، اس کے اخیر میں خصوصیّت کے ساتھ اہلِ علم کو یہ بھی مشورہ دیا گیا ہے کہ بندگانِ خدا کو احکامِ دین کی تعلیم کرنے کا التزام وانتظام جاری رکھیں مگر وہاں یہ مضمون اجمالاً وضمناً وتبعاً تھا، اب اسی کو تفصیلاً مقصوداً ومستقلاً عرض کیا جاتا ہے۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ نصوص کثیرہ میں صلاح کے ساتھ دوسروں کی اصلاح کی تاکید بھی جا بجا وارد ہے اور سورۂ والعصر تو بلا شرکت کسی اور مضمون کے خاص اسی موضوع کے لیے نازل ہوئی ہے۔ چناں چہ اس میں جہاں ﴿اٰمَنُوْا﴾ کو جس کا مفہوم تصحیحِ عقائد ہے اور ﴿عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾ کو جس کا مفہوم اصلاحِ اعمال ہے شرطِ نجات فرمایا ہے جو حاصل ہے خسران سے استثنا کا، وہاں ہی اس کے متّصل ﴿تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ﴾ میں دوسروں کی تعلیمِ عقائد کو اور ﴿تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ﴾ میں دوسروں کی تعلیمِ اعمال کو بالواسطہ عطف کے شرطِ نجات فرمایا ہے، اور بے شمار نصوصِ قرآنیہ وحدیثیہ میں یہی مضمون بعنوان امر بالمعروف ونہی عن المنکر ووعظ وتذکیر نہایت تاکید واہتمام کے ساتھ مذکور ہے، اور بہت نصوص میں خاص حالات میں ان میں سستی یا ترک پر شدید وعیدیں بھی وارد ہیں، اور حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کا اصل فریضہ یہی رہا ہے باقی جتنے شعبے دین کے ہیں مثلاً افتا و درس وتصنیف ومناظرہ سب اسی کے آلات ومقدمات ہیں اور خود تنظیم بھی جس کی ضرورت عام طور سے مسلّم ہے وہ بھی اسی کا تابع اور مقدمہ ہے اور یہ متبوع المقصود ہے، چناں چہ آیت ﴿اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ﴾[2] میں جہاں تمکین کے مقاصد ذکر فرمائے ہیں ان ہی میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو بھی جزوِ مقصود فرمایا گیا ہے تو اس بنا پر سب مسلمانوں کو اس طرف توجہ فرمانا ازبس ضروری ہوا۔

---

[1] یکے از اجزائے ''تقویم المسلمین'' [2] الحج: ۴۱

سخت عیب ہے کہ ادنیٰ امراض جسمانیہ کا جس کا انجام محض معمولی کلفت ہے علاج تو ضروری سمجھا جاتا ہے اور جہل عن الاحکام الشرعیہ کا کہ اشد مرض نفسانی اور روحانی اور جو اساس ہے بد عملی کی، اور بواسطہ بد عمل کے مسلمان کے لیے سبب ہے تمام مضار دنیا و آخرت کا، چناں چہ اخلال فی الطاعات و ارتکابِ معاصی کا تمام آفات و مصائبِ دنیا و آخرت کے لیے سبب ہونا قرآن و حدیث میں مصرح ہے اور خادمانِ ملّت نے اس باب میں مستقل تالیفات بھی کی ہیں (چناں چہ ایک مختصر رسالہ ''جزاء الاعمال'' بطور نمونہ کے اس احقر کا لکھا ہوا بھی شائع ہو چکا ہے اور ''حیات المسلمین'' کے خطبہ میں بھی ایک دل نشین عنوان سے اس کی تقریر کی گئی ہے) اس سے اس قدر بے فکری ہے تو اس کے بعد امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے ضروری ہونے میں کیا شبہ رہا، اور اس کے ذرائع میں سب سے زیادہ سہل اور نفع کے اعتبار سے تمام اور عام ذریعہ وعظ ہے۔ تو ان سب مقدمات پر نظر کر کے واعظین کے ذریعہ سے تمام مکلفین خصوص مسلمانوں کو احکام سے مطلع کرنے کی ضرورت بداہتاً ثابت ہوگئی۔ یہ ذیل کی چند سطریں اسی کے انتظام کی ترغیب و تحریک کے لیے عرض کی جاتی ہیں، اور ظاہر ہے کہ کوئی انتظام بطور استقلال عادتاً خصوص آج کل کی فضا میں بدون آئینی ہیئت کے مکمّل نہیں ہوتا، پس اس ہیئت کے متعلّق خود سوچنے سے نیز ایک جماعت عُلما و صُلحا کے مشورہ سے اس کا جو نظام ذہن میں آیا ہے اس کو قلم بند کر کے شائع کرتا ہوں، جمہور اہلِ اسلام عموماً اور علمائے کرام و رؤسائے عظام و مہتممانِ مدارس و انجمن ہائے اسلامیہ خصوصاً اس نظام کو جاری فرمائیں، یا اگر اس سے اچھا کوئی نظام کسی کے ذہن میں ہو اس کا اجرا فرمائیں۔ بہرحال کام مقصود ہے خاص کوئی صورتِ نظام مقصود نہیں۔ اب میں یہاں کا تجویز کردہ نظام پیش کرتا ہوں جو مرکب ہے چند اجزا سے، اور وہ یہ ہے:

۱۔ ہر مدرسہ اسلامیہ کم از کم ایک واعظ مقرر کرے اور یہ سمجھے کہ ضرورتِ تعلیم کے لیے ایک مدرس کا اضافہ کیا گیا، کیوں کہ جس طرح مدرسہ کے معلّمین طلبہ کے مدرس ہیں یہ واعظین عوام کے مدرس ہیں، اسی طرح اہلِ انجمن یہ سمجھیں کہ تعلیمِ عوام کے لیے یہ ایک مکتب ہے جو شاخ ہے انجمن کی۔

۲۔ جہاں ایسا مدرسہ یا انجمن نہ ہو یا وہ حضرات کسی وجہ سے ایسا انتظام نہ کریں وہاں

کے رؤسا انفراداً یا اشتراکاً اپنے پاس سے تنخواہ دے کر ایسا واعظ مقرر کردیں، مگر اس واعظ کا انتخاب محقّقین عُلما کی رائے سے کریں خود منتخب نہ کریں لیکن تنخواہ کا تعلّق اپنے سے رکھیں۔

۳۔ جہاں ایسا کوئی باہمت رئیس نہ ہو وہاں عام اہلِ بستی ایسے واعظ کا انتظام کرلیں اور باہمی چندہ کر کے اس کو تنخواہ دیں اور مثل جزوِ ثانی کے تنخواہ کا تعلّق اپنے سے رکھیں، مگر چندہ میں کسی کے اوپر جبر نہ کریں۔

۴۔ یہ واعظ خواہ متبحّر عالم نہ ہو مگر دینیات پر اس کی کافی نظر ہو کہ اپنی تقریر میں یا کسی کے سوال کے جواب میں غلط روایت یا غلط مسئلہ بیان نہ کرے۔[۱]

۵۔ بلا ضرورت مسائل اختلافیہ بیان نہ کرے اور جہاں ضرورت ہو یا کوئی اس کے متعلّق سوال کر بیٹھے تو تقریر میں یا جواب میں اس کا لحاظ رکھے کہ عنوان متین اور نرم اور مخاطب کے قریب الفہم ہو خشن یا موحش نہ ہو۔ اگر سائل خاص شخص کا نام لے کر جواب کا معارضہ کرے تو اس شخص کی نسبت کوئی کلمہ ثقیل نہ کہے، متانت کے ساتھ شبہ کو حل کردیا جائے خواہ کوئی مانے یا نہ مانے۔

۶۔ اگر خرچ میں گنجائش ہو تو واعظ کو ایک خادم بھی دیا جائے جو کھانا وغیرہ بھی پکا سکے اور جہاں سواری نہ ملے وہاں سامان وبستر وغیرہ اٹھا کر لے جاوے۔

۷۔ عام طور پر واعظ کسی کی دعوت قبول نہ کرے، البتہ اگر داعی پہلے سے شناسا اور مخلص ہو مضائقہ نہیں، یا اگر شناسا نہ ہو مگر قرائن سے مخلص ہونا دل کو لگتا ہو تو قبول کر لینے کا مضائقہ نہیں مگر اور کوئی چیز از قسم ہدیہ نقد یا غیر نقد ہرگز قبول نہ کرے۔

۸۔ واعظ کسی مدرسہ یا انجمن کے لیے یا اسی مدِ وعظ کے لیے چندہ کی ہرگز ترغیب نہ دے، بلکہ اگر کوئی بلا ترغیب بھی دے تب بھی انکار کردے، اگر کوئی اصرار کرے اس سے کہہ دے کہ میں نہیں لیتا خود مرکز میں بھیج دو۔

۹۔ جو وعظ کا ناظم ہو وہ واعظ کے دورہ کے مقامات معین کردے، البتہ اتنی اجازت دے دے کہ اگر کسی جگہ خود واعظ سخت ضرورت سمجھے یا رغبت کے ساتھ اس کو بلایا جائے اور دونوں

[۱] نیز ''اشرف النصائح'' کی ہدایات پر بھی عامل ہو۔

صورتوں میں وہ جگہ مقامات اذن سے پانچ کوس سے زیادہ فاصلہ پر نہ ہو تو وہاں بھی جا سکتا ہے، اور اس سے زیادہ فاصلہ پر عذر کر دے کہ ناظم وعظ سے درخواست کرو۔

۱۰۔ ناظمِ وعظ گاہ گاہ کسی شخص کو تفتیش کے لیے مقاماتِ دورہ پر بھیج دیا کرے کہ بستی والوں سے واعظ کی حالت اور کارگزاری کی کیفیت تحقیق کر کے ناظم کو اطلاع دے، اور بار بار کی کوتاہی یا کسی گرانبار کوتاہی کے ثابت ہونے پر اوّلاً تفہیم اور درصورت اس کے نافع نہ ہونے کے معزولی کو عمل میں لایا جاوے۔

۱۱۔ اگر اتفاق سے کسی مقام پر دو واعظ جمع ہو جاویں تو جو بعد میں پہنچے اس کو وہاں ٹھہرنا نہ چاہیے، اور اگر اتفاق سے دونوں بالکل ایک ہی وقت پہنچیں گو ایسی صورت بہت شاذ ہے تو مصلحت یہ ہے کہ باہم مشورہ کر کے یا تو دونوں باری باری سے وعظ کہہ دیں یا ایک وہاں ٹھہر جائے دوسرا آگے چلا جاوے۔

۱۲۔ واعظ کی رخصت یا غیر حاضری پر وضعِ تنخواہ وغیرہ امور میں مناسب حال قواعد تجویز کر کے واعظ کو اطلاع کر دی جائے۔

۱۳۔ واعظ سیاسی امور یا کسی شخص کے ذاتی معاملات کے فیصلہ میں دخل نہ دے، اگر اس کی درخواست بھی کی جائے صاف انکار کر دے۔

۱۴۔ احقر کے مواعظ مطبوعہ اور ''حیات المسلمین'' اور ''جزاء الاعمال'' اور ''فروع الایمان'' اور ''تعلیم الدین'' اگر میسّر ہوں وعظ میں مدد لینے کے لیے واعظ کو عاریتاً سپرد کر دیے جائیں۔

۱۵۔ کسی کو تعویذ، گنڈہ دینے یا بیعت لینے سے بتاکید منع کر دیا جائے اگرچہ وہ اس کا اہل بھی ہو۔

۱۶۔ یہ واعظ صرف وعظ ہی پر اکتفا نہ کرے، کیوں کہ وعظ میں سب نہیں آتے وہی لوگ آتے ہیں جو پہلے سے کچھ دین دار ہیں، اور ضرورت ہے سب کو دین دار بنانے کی، اس لیے واعظ کو حسب ذیل طریقہ اختیار کرنا چاہیے:[1]

(الف) جو مسلمان نماز نہیں پڑھتے مسجد میں نہیں آتے ان کے مکان پر چند واقف مخلص

---

[1] نیز ''اشرف النظام'' کی ہدایات پر بھی عمل کرے جو ''تفہیم المسلمین'' کی شرح ہے۔

احباب کو ساتھ لے کر جائے، اور صاحب خانہ کو بلا کر نرمی کے ساتھ اوّل اس کا کلمہ سنے، پھر اس کے واسطے سے اس کے گھر والوں کا کلمہ ٹھیک کیا جاوے، پھر سب کو نماز کی تاکید کی جاوے۔ اسی طرح سب بے نمازیوں کے مکانوں پر جایا جاوے۔ اور ہر بستی کے اندر ایک یا متعدد جماعتیں چند مخلص مستعد دین داروں کی ماتحتی میں قائم کر دی جائیں جو دوام کے ساتھ اس طرح لوگوں کے مکانوں پر جا کر ان کو کلمہ سکھلاتے رہیں، اور بے نمازیوں کو نمازی بنانے کی کوشش کرتے رہیں، اور اس خطاب خاص میں بجز تلقینِ کلمہ اور تاکیدِ نماز کے کچھ نہ کہا جاوے۔[1] بقیہ احکام کے لیے وعظ عام کو کافی سمجھا جائے۔

(ب) واعظ کو دیہات میں بھی اسی طرح کام کرنا چاہیے اور وہاں بھی اسی طرح جماعتیں قائم کر دینی چاہییں۔

(ج) وعظ میں مسلسل تقریروں کے ساتھ مسائل ضروریہ سے بھی مسلمانوں کو مطلع کرنا چاہیے اور ان سب کاموں میں تحمّل اور لطف ونرمی سے کام لیا جاوے۔

نوٹ: ۱۔ بحمداللہ یہاں اسی اعلان کے موافق کام شروع کر دیا گیا ہے۔ خدا وہ دن بھی کرے کہ میں سب جگہ سے اس کے مطابق کام شروع ہو جانے کی خبر سن کر دل ٹھنڈا کروں۔[2]

۲۔ چوں کہ اس کام کے لیے ابھی کوئی مرکز متعیّن نہیں ہوا اس لیے اس کا انتظار نہ کیا جائے کہ جب کسی طرف سے تحریک ہوگی تو کام شروع کیا جائے گا، بلکہ ہر جگہ کے عُلما اور عوام کو اس اعلان کے موافق اس کام کی اہمیّت پر نظر کر کے بطور خود کام شروع کر دینا چاہیے، پھر اگر چاہیں تو مشورہ کر کے کسی جگہ جمع ہو کر کوئی مرکز مقرر کر لیں، والسلام۔

کتبہ: اشرف علی مقام تھانہ بھون

تاریخ ۱۴؍ ذی الحجہ ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۵؍ فروری ۱۹۳۸ء

---

[1] ''اشرف الخطاب'' کی ہدایات کے موافق کہا جاوے تو زیادہ بہتر ہے۔ [2] پہلے تھانہ بھون حضرت والا کی حیات میں مرکز قائم ہو گیا تھا، اب یہ کام ہردوئی سے جاری کیا گیا ہے بہ سرپرستی شیخ المشائخ حضرت مولانا عبدالغنی صاحب پھول پوری مدظلہ العالی۔ اور الحمدللہ! گجرات، بمبئی۔ حیدر آباد و دیگر علاقوں میں بھی یہ کام جاری ہو چکا ہے۔ جو صاحب کسی قسم کی خدمت کرنا چاہیں یا لینا چاہیں اطلاع کر دیں۔ (ناظم دعوۃ الحق ہردوئی، یوپی)

تفہیم المسلمین

بعد الحمد والصّلوٰۃ، ان ہی ایام قریبہ میں ایک مضمون بعنوان ''تنظیم المسلمین'' اور دوسرا بعنوان ''تعلیم المسلمین'' شائع ہو چکا ہے۔ پہلے مضمون میں مسلمانوں کی تنظیم کا طریقہ بتلایا گیا تھا۔ دوسرے مضمون میں عُلما کو مشورہ دیا گیا تھا کہ وہ خطاب خاص نیز وعظ عام کے ذریعہ بندگانِ خدا کو احکامِ اسلام پہنچائیں، اور اس کے لیے ایک خاص نظام بھی بتلا دیا گیا تھا۔ پھر غور کرنے سے یہ بات ذہن میں آئی کہ اس وقت فضائے زمانہ کا مقتضا یہ ہے کہ احکامِ الٰہیہ کے پہنچانے کا کام ہر مسلمان اپنے ذمہ لازم سمجھے، اور ہر شخص اسی دھن میں لگ جائے جیسا ہمارے اسلاف کا طریقہ تھا کہ عُلما وصوفیہ، امرا و رؤسا، امیر وغریب، خواندہ اور ناخواندہ سب کو یہی دھن تھی کہ جتنا جس کو احکامِ اسلام کا علم ہے اس کو دوسروں تک پہنچایا جائے۔ عُلما وعظ وتذکیر کرتے تھے، صوفیہ اپنی مجلسوں میں نورِ باطن سے اور اپنی پاکیزہ باتوں سے بندگانِ خدا کو اللہ کی طرف متوجہ کرتے تھے، تاجر اپنے معاملات اور باہمی ملاقات میں اس کام کو نہ بھولتے تھے۔ اس عام توجہ کا یہ اثر تھا کہ بہت جلد لاکھوں کروڑوں بندگانِ خدا کو حق کی طرف ہدایت ہوگئی۔ اگر یہ کام تنہا عُلما کے ذمہ ڈال دیا جاتا تو حق کی روشنی اُن مقامات میں نہ پہنچ سکتی جہاں کسی عالم یا فاتح کا قدم بھی نہیں پہنچا۔ پس ضرورت ہے کہ تمام اہلِ اسلام عموماً اور میرے ساتھ تعلّق رکھنے والے خصوصاً آج ہی سے اس دھن میں لگ جائیں کہ جتنا جس کو اسلام کے متعلّق علم ہے اس کو دوسروں تک پہنچائے اور اس فریضہ کے ادا کرنے میں[۱] سرگرم ہو جائے،

---

[۱] یعنی اس کا ارادہ کر لے اور اس کے ساتھ ہی تبلیغ وفہمائش کے ضروری آداب سے واقفیت حاصل کرے جیسا کہ حضرت مجدد اعظم مولانا تھانوی رحمہ اللہ نے ''آدابِ تبلیغ'' میں ارشاد فرمایا ہے۔ بس ہم تو یہ جانتے ہیں کہ خدا اور رسول کا یہ حکم ہے اور نصوص کے اندر امر بالمعروف کا حکم موجود ہے اور اس کے نہ کرنے پر نکیر (جہاں امر ونہی واجب ہے)۔ بس اس کو کرو، البتہ شرائط واحکام کے ساتھ کرو اندھا دھند مت کرو۔ فُقہا نے اس کے قوانین وضوابط مدون کر دیے ہیں ان کو سیکھو، عُلما سے پوچھو وہ تم کو راستہ بتا دیں گے۔ (تجدید تبلیغ ص: ۲۱۸ اس کے ضروری حدود ''اشرف النصائح'' میں دیکھے جاویں اور مزید معلومات ''اشرف الہدایات لاصلاح المنکرات'' میں دیکھیں۔)

اور غیب سے نصرتِ الٰہی کا امیدوار رہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کی خدمت کرنے والوں کو ضرور مدد فرماتے ہیں۔

﴿اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ﴾[1]

اب اس کے متعلّق بھی ایک دستور العمل اور نظام مقرر کیا جاتا ہے تاکہ اس کے مطابق عمل درآمد کیا جائے۔

۱۔ ہر شخص کو اوّلاً خود دین میں متصلب پختہ اور مضبوط ہونا چاہیے۔ احکامِ الٰہی پر عمل کرنے اور دوسروں تک پہنچانے میں کسی سے مرعوب نہ ہونا چاہیے اور نہ دینی کام میں کسی کی مروت و تعلّقات کی پروا کرنی چاہیے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ سے بڑا اور لائقِ محبّت و تعلّق کون ہے جس کے لیے احکامِ الٰہیہ کو ترک کیا جائے۔[2]

۲۔ ہر شخص کو اس کا خیال کرنا چاہیے کہ کسی جلسہ اور کسی مجلس کو احکامِ الٰہیہ کے پہنچانے سے خالی نہ رکھے، مگر باریک اور اختلافی مسائل میں دخل نہ دیں کہ یہ کام عُلما کا ہے، اور اگر کوئی رد کرے یا سخت جواب دے تو صبر و تحمّل سے کام لیں سختی کا جواب سختی سے نہ دیں۔ جب کسی دنیاوی غرض کے لیے بھی ملاقات ہو یا تجارت و ملازمت کے سلسلہ میں کسی سے ملنا ہو تو حسبِ موقع باتوں باتوں میں کلمۃ الحق ضرور پہنچا دیا جائے۔[3]

دین کے معاملہ میں مسلمان کی وہی شان ہونا چاہیے جو کہ حضرات صحابہ کی شان ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے بتلائی تھی، جب ان سے پوچھا گیا کہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کیسے تھے تو انھوں نے فرمایا کہ دین کے معاملہ میں تو وہ گویا مجنون تھے۔

فإذا أريد أحد منهم على شيء من أمر الله دارت حماليق عينيه كأنه مجنون.[4]

۳۔ رات دن میں کوئی ایسا وقت خاص اس کام کے لیے بھی نکالا جائے کہ اس میں

---

[1] محمد: ۷ [2] اس کی ضروری تفصیل ''اشرف النصائح'' میں ملاحظہ ہو۔ [3] اور اس میں آدابِ تبلیغ کا لحاظ رکھا جائے۔ کسی کی تحقیر و تذلیل بالکل نہ ہو اور ''اشرف الخطاب'' کی ہدایات اگر سامنے رکھیں تو زیادہ نفع کی اُمید ہے۔ [4] ص: ۹۱۰، ۹۱۱ الأدب المفرد للبخاري رحمہ اللہ

بندگانِ خدا کو (خواہ مسلم ہوں یا غیر مسلم) احکامِ اسلام پہنچائے جائیں اور برے کاموں سے روکا جائے۔

۴۔ احکامِ اسلام پہنچانے میں لہجہ ہمیشہ نرم ہونا چاہیے، گفتگو تہذیب اور متانت سے کرنا چاہیے۔ البتہ جن پر اپنی حکومت ہے جیسے بیوی، اولاد، نوکر، شاگرد وغیرہ ان کو اوّل نرمی سے نصیحت کی جائے پھر بتدریج سختی سے سمجھایا جائے۔

۵۔ احکامِ اسلام پہنچانے میں اس ترتیب کو ملحوظ رکھا جائے:

الف: جن کو کلمۂ اسلام معلوم نہیں ان کو **لا إلٰه إلا اللّٰه محمد رسول الله** سکھلایا جاوے اور اس کے معنی سمجھا دیے جائیں۔

ب: جن کو کلمۂ اسلام معلوم ہے ان کو اس کے معنی بتلائے جائیں اور کہا جائے کہ رات دن میں کم از کم سو مرتبہ **لا إله إلا الله** اور اس کے ساتھ ساتھ کبھی کبھی **محمد رسول الله** ملا کر ضرور پڑھ لیا کریں۔ **ففي الحديث: "جددوا إيمانكم بقول: لا إله إلا الله".**

ج: جو لوگ نماز نہیں پڑھتے ان کو پابندئ نماز کی تاکید کی جائے، مردوں کو مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے کی تاکید کی جاوے۔ جن کو نماز کا طریقہ معلوم نہیں ان کو نماز سکھلائی جائے اور ممکن ہو تو ہر نمازی کو پوری نماز کا ترجمہ بھی یاد کرا دیا جاوے یعنی **سبحانك اللّٰهم** سے **التحيات** درود شریف تک ہر چیز کا ترجمہ یاد کرلیں کہ اس سے نماز میں دل جمعی زیادہ ہوتی ہے۔ وضو اور پاکی ناپاکی کے مسائل سے وقتاً فوقتاً آگاہ کیا جائے۔

د: جن پر زکوٰۃ فرض ہے ان کو زکوٰۃ ادا کرنے کی تاکید کی جاوے، جن پر قربانی واجب ہے ان کو قربانی کی ترغیب دیں۔

ہ: رمضان شریف کے روزہ کی سب مسلمانوں کو تاکید کی جائے۔

و: جن پر حج فرض ہوا ان کو حج کی تاکید کی جاوے۔

ز: ہر بستی میں تعلیمِ قرآن شریف کے مکاتب ضرور ہونے چاہییں۔[1] جن میں تعلیمِ قرآن کے ساتھ اردو رسائل "بہشتی زیور"، "بہشتی ثمر"، "راہ نجات"

[1] "اشرف النظام" کے جز مقام اصلاح کی ہدایات کو بھی پیش نظر رکھیں۔

وغیرہ بھی پڑھائے جائیں تا کہ بچوں کو ضروری احکام کی اطلاع ہو جائے۔

ح: سب مسلمانوں کو باہم اتفاق و اتحاد سے رہنے کی اور گالم گلوج، لڑائی جھگڑا بند کرنے کی تاکید کی جائے۔

ط: بستی کے کسی ایک بااثر دین دار کو یا چند بااثر دین داروں کی جماعت کو اپنا بڑا بنا لیا جائے، جن کا کام یہ ہو کہ لوگوں میں اتحاد و اتفاق قائم رکھیں اور امور مذکورۂ بالا کو رواج دیں، اور جب کسی معاملہ میں نزاع ہو اس کا شریعت کے موافق عُلما سے پوچھ کر فیصلہ کر دیں اور سب اس فیصلہ کی تائید کریں۔

ی: جھوٹ، غیبت، حسد و کینہ، دشمنی، کسی کی بے جا طرف داری، چغل خوری، زنا، بدنگاہی، بے پردگی، شراب نوشی، لڑکیوں سے ناجائز تعلّقات، سودی لین دین، بے کاری آوارہ گردی کا انسداد کرنے کی پوری کوشش کی جائے۔

سچ بولنے، باہم تواضع اور محبّت کا برتاؤ کرنے، انصاف و عدل پر مضبوطی کے ساتھ جمے رہنے اور جائز ذرائع معاش میں لگے رہنے، کفایت شعاری اور آمدنی سے زیادہ خرچ نہ کرنے کی بہت تاکید کریں، تنگی برداشت کرلیں مگر حتی المقدور زیادہ خرچ نہ کریں۔

تقریبات اور روزمرہ کے خرچ میں کفایت شعاری کرنے والے پر طعن و تشنیع نہ کریں بلکہ اس کی ترغیب دیتے رہیں اور عامل کی حوصلہ افزائی کرتے رہیں۔ کسی جائز پیشہ کو عار نہ سمجھیں۔ گھاس کھودنے تک کو بے کاری اور ذلتِ سوال پر ترجیح دیں۔ اور نیک اعمال اختیار کرنے کی خود بھی کوشش کریں اور دوسروں کو بھی تاکید کرتے رہیں۔

۶۔ ''حیات المسلمین، تبلیغ دین، تعلیم الدین، محاسن الاسلام، بہشتی زیور'' کو مطالعہ میں رکھیں اور وقتاً فوقتاً ان کے مضامین اپنے دوستوں، ملنے والوں اور سب بندگانِ خدا کو پہنچاتے رہیں۔

۷۔ جو عُلما کسی دینی خدمت میں مشغول ہیں جیسے درس تدریس، تصنیف تالیف وغیرہ وہ بھی اپنی نشست و برخاست میں اور اوقاتِ ملاقات میں بندگانِ خدا کو احکامِ الٰہیہ پہنچانے میں سستی نہ کریں اور فرصت کے اوقات میں جیسے جمعہ کی تعطیل ہے یا رخصت طویلہ کا زمانہ ہے

وعظ ونصیحت کے ذریعہ بندگانِ خدا کو احکامِ اسلام پہنچانا اپنا فریضہ سمجھیں۔[1] میں اپنے ساتھ خاص تعلّق رکھنے والوں کو خاص طور پر مکرر تاکید کرتا ہوں کہ امور مذکورۂ بالا کی پوری پابندی کریں اس میں ہرگز کوتاہی نہ کریں، اور تمام اہلِ اسلام سے بھی یہی درخواست کرتا ہوں کہ اس دستور العمل کو حرزِ جاں بنا کر ہر شخص دینِ الٰہی کی خدمت کے لیے آمادہ اور مستعد[2] ہو جائے۔

مجھے اللہ کے بھروسہ پر یقین ہے کہ اگر سب مسلمان اسی طرح کام میں لگ جائیں گے تو تمام مصائب اور پریشانیوں کا جو اس وقت مسلمانوں کے سامنے ہیں بہت جلد خاتمہ ہو جائے گا، اور نصرتِ الٰہی ان کے ساتھ ہوگی، اور اس دستور العمل کو چند روز کے لیے نہیں بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے قائم اور جاری رکھیں۔ اب اس مضمون کو اس دعا پر ختم کرتا ہوں:

﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِیْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ﴾[3]

اشرف علی عفی عنہ

مقام تھانہ بھون

تاریخ ۲۳/ذی الحجہ ۱۳۵۶ھ

مطابق ۲۴/فروری ۱۹۳۸ء

---

[1] اور اس سلسلہ میں جتنا وقت دے سکتے ہوں مجلس دعوۃ الحق کو اطلاع کر دیں اور ''دعوۃ الداعی'' کو بھی ملاحظہ فرمالیں۔ [2] اس کے معمول بنانے کے لیے مجلس دعوۃ الحق مقامی یا قریب کی جگہ سے مشاورت کرلیں، اس کی اعانت سے بسہولت ہر شخص اس خدمت میں مشغول ہوسکتا ہے۔ [3] آل عمران: ۱۴۷
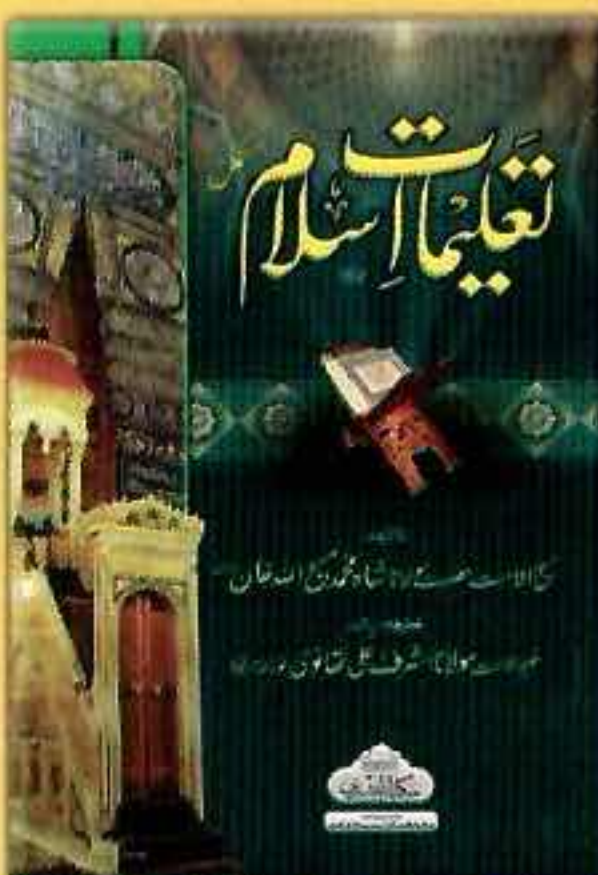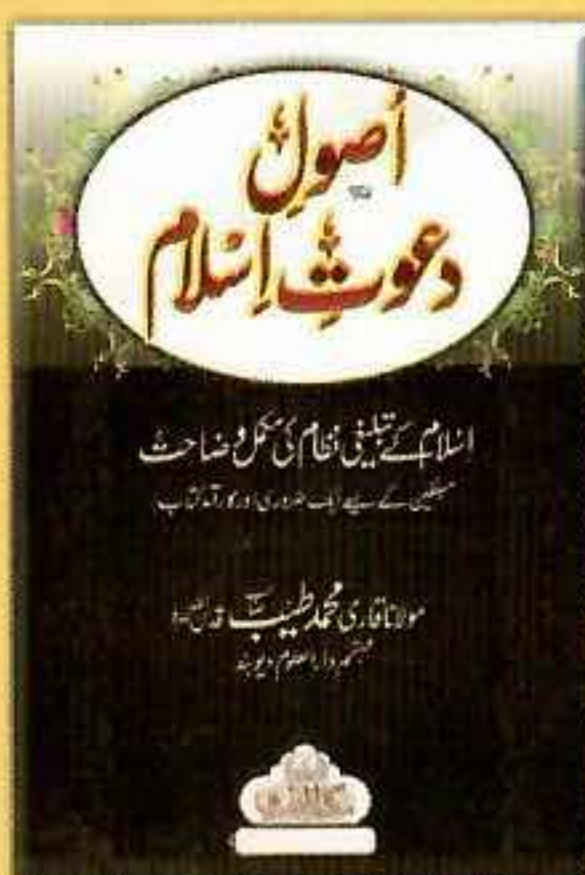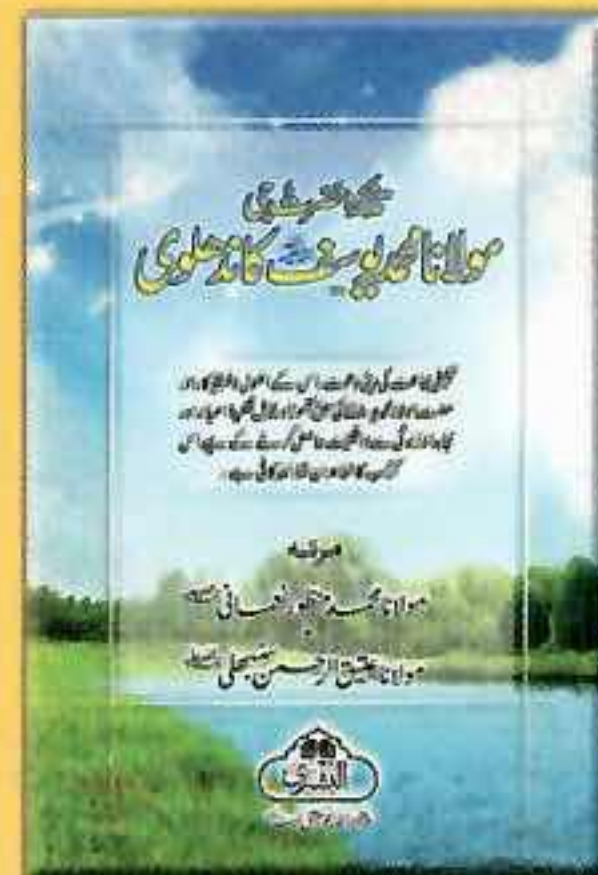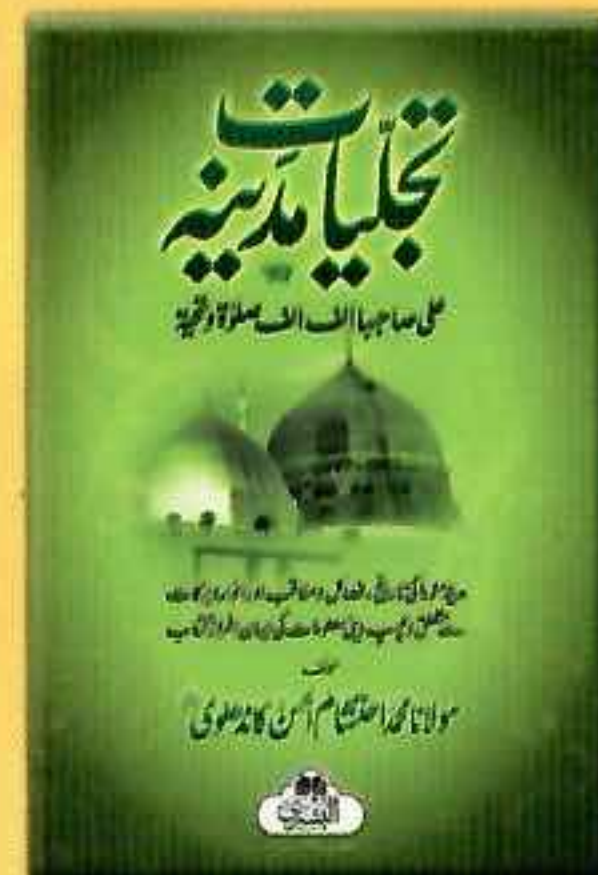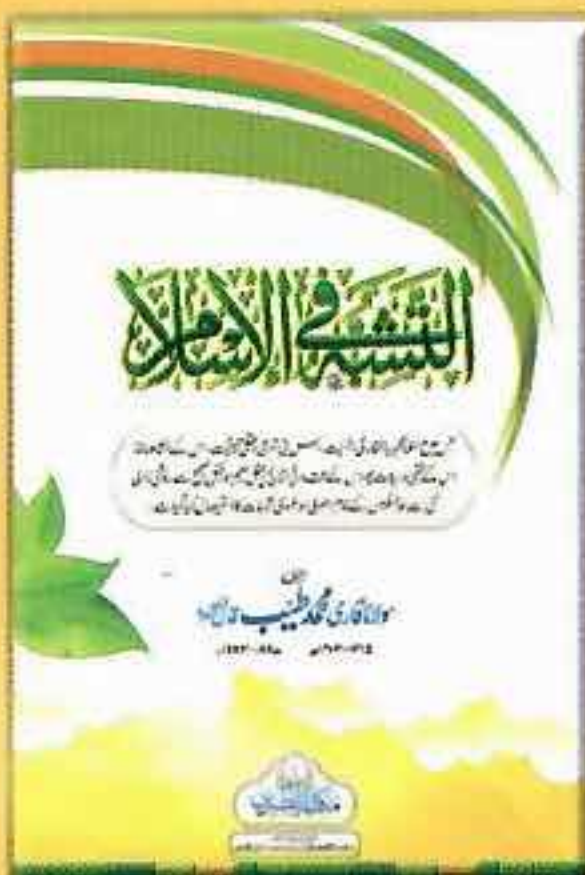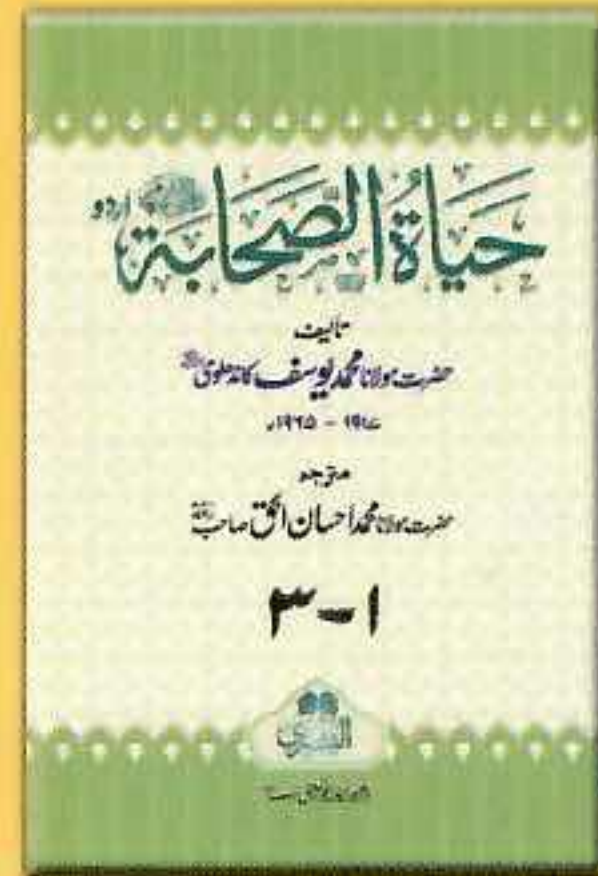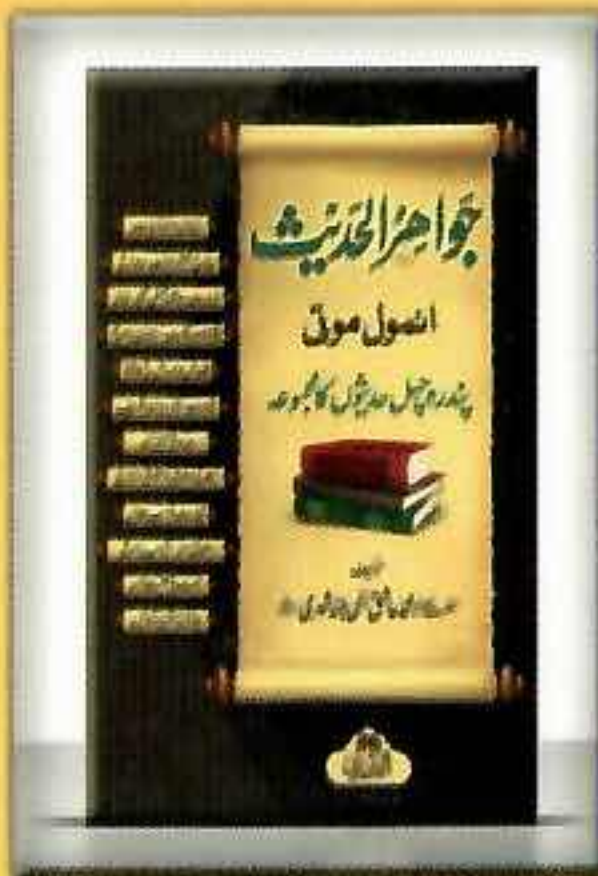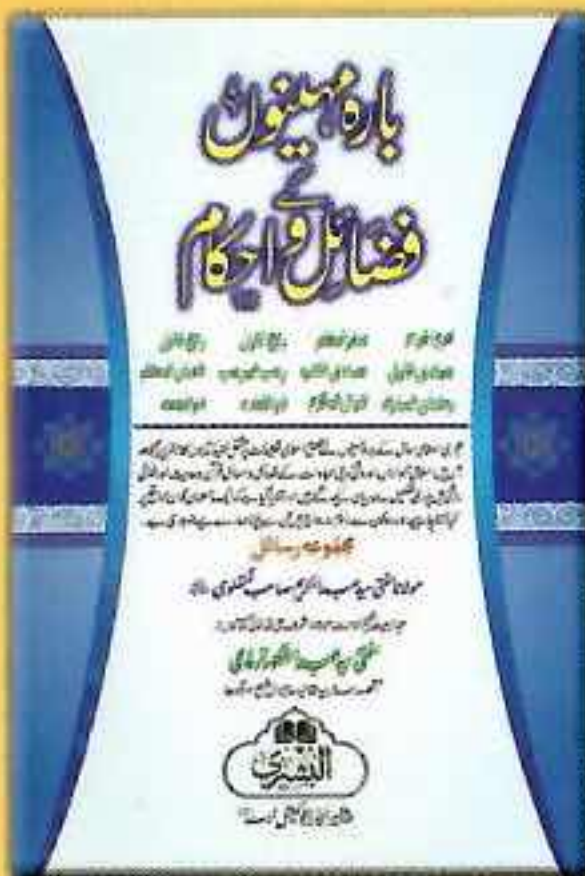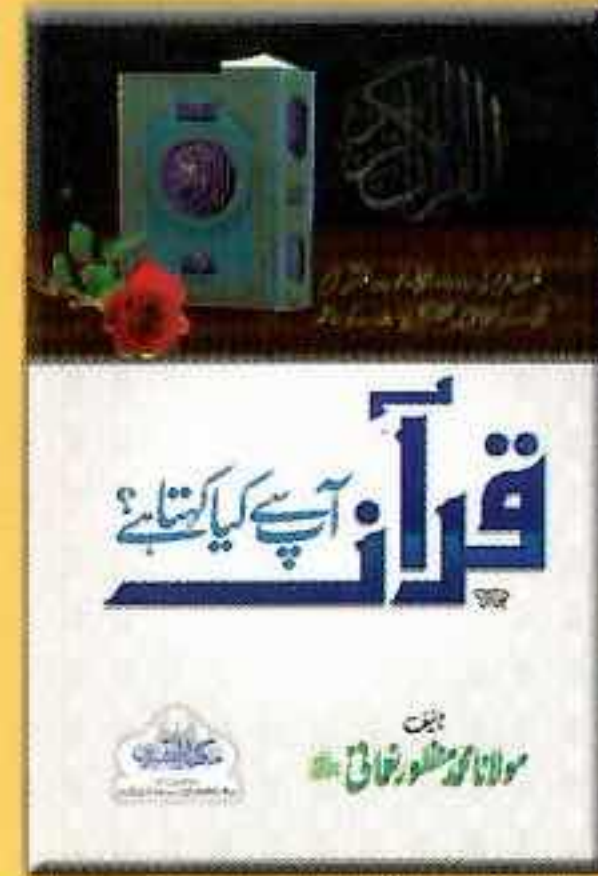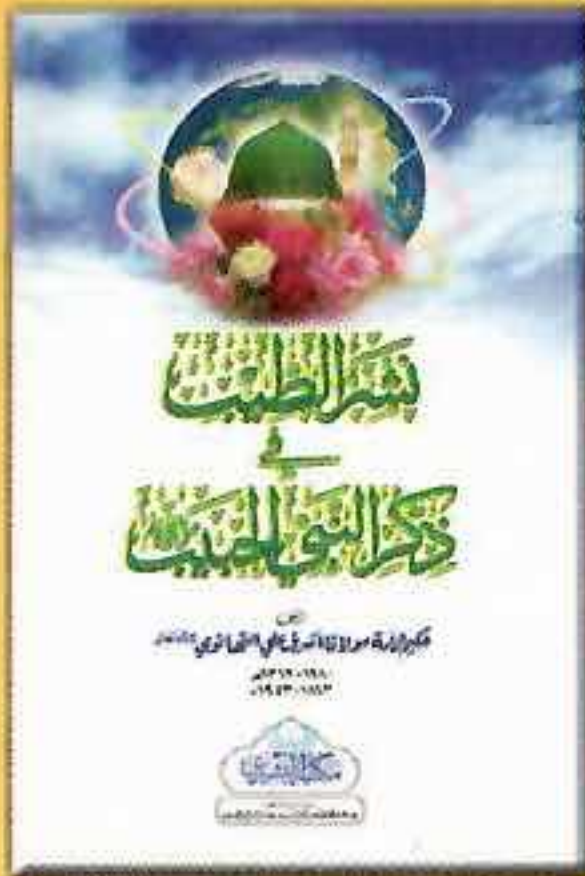
www.maktaba-tul-bushra.com.pk